اشاعت بموقع عرس صدر العلماء

مودودی نظریات
اور
اسلام

صدر العلماء تحسین ملت

حضرت علامہ مفتی **محمد تحسین رضا خان** علیہ الرحمۃ

قادری رضوی نوری

www.muftiakhtarrazakhan.com

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ
کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

مودودی نظریات اور اسلام

اسلام اور مودودی نظریات میں حقیقتاً اتنا ہی بُعد ہے جتنا آسمان اور زمین میں۔ مودودی صاحب جو بات بھی اسلام کے نام پیش کرتے ہیں وہ اپنی جدّت اور اچھوتے پن کے باعث ایک علیحدہ ہی مقام رکھتی ہے۔ اس طرح اسلام کا نیا روپ جو مودودی صاحب نے اپنے لٹریچر میں پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی اسلام سے لگّا نہیں کھاتا۔ پھر ان کو یہ غم بھی نہیں ہوتا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کہاں تک ٹھیک ہے اور اس سے کسی شخص کی توہین تو نہیں ہوتی! کلامِ الٰہی یا احادیثِ نبوی کی مخالفت تو نہیں نکلتی! بلکہ وہ اپنی دھن میں بلا تامّل وہ سب کہہ گزرتے ہیں جو ان کو کہنا ہوتا ہے، خواہ کسی کی توہین ہو یا تذلیل۔ اس قسم کی عبارات ان کی تصانیف میں بکثرت ملتی ہیں جو اسلام کے لئے زہرِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ نام تو تحریک کا ہے مگر دراصل یہ ایک نیا مذہب جس کے مؤجد اور بانی مودودی صاحب ہیں۔ یہ مذہب اپنے جداگانہ نظریات، علیحدہ عقائد اور الگ لٹریچر رکھتا ہے لہٰذا اپنے اس دعوے کے ثبوت میں ہم مودودی لٹریچر کی کچھ عبارات پیش کرتے ہیں پڑھئے اور فیصلہ فرمائیے۔

خداوندِ قدّوس کے بارے میں مودودی صاحب کا نظریہ:

اس سلسلہ میں ”تفہیمات“، مکتبہ جماعتِ اسلامی دار الاسلام پٹھان کوٹ ۱۹۴۷ء صفحہ ۱۳۶ / پر مودودی صاحب فرماتے ہیں: ”اور کیا وہ اللہ کی چال سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ سو اللہ کی چال

سے تو وہی بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے۔‘‘

دوسری جگہ ’’تنقیحات‘‘ میں صفحہ ۴۳ ؍ پر اسی عبارت کو یوں لکھتے ہیں: ’’ان کی چالوں کے مقابلہ میں خدا بھی ایک چال چلا مگر خدا کی چال ایسی تھی کہ وہ اس کو سمجھ نہ سکتے تھے پھر اس کا توڑ کہاں سے کرتے‘‘

ذرا غور فرمائیے دوجہاں کے رب کو چال باز ٹھہرایا جارہا ہے عبد اور معبود کے درمیان چال بازیوں کا بازار گرم کیا جارہا ہے، داؤ گھات لگ رہے ہیں، چالیں چلی جارہی ہیں، اِدھر سے بندہ کوئی چال چلتا ہے تو اُدھر سے خدا چال چل رہا ہے، عبد اور معبود کا براہِ راست مقابلہ ہورہا ہے۔

نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، اللہ اکبر! کس قدر شدید گستاخی اللہ عزوجل کی شان میں کی ہے۔ کہاں شانِ خدا اور کہاں یہ نظریہ، توبہ، توبہ۔ اللہ وحدہٗ لاشریک تو احکم الحاکمین ہے، حافظ و ناصر، قادر و توانا ہے اس کا اس کے حقیر بندے سے مقابلہ ہی کیا؟ وہ شہنشاہوں کا شہنشاہ اور حاکموں کا حاکم ہے، اس کا حکم دوعالم میں چلتا ہے، بغیر اس کی مرضی ایک ذرہ بھی نہیں ہلتا۔ یہ رہا اسلامی عقیدہ اور وہ رہا مودودی نظریہ فیصلہ آپ خود فرمالیجئے۔

انبیاء علیہم السلام اور مودودی نظریات:

دیکھئے کتاب تجدیدِ احیائے دین طبع پنجم صفحہ ۳۴ ؍ لکھتے ہیں: ’’وہ اہلِ جاہلیت کو یہ حق دینے کو تیار تھے کہ اگر چاہیں تو اپنے جاہل اعتقادات پر قائم رہیں اور جس حد کے اندر ان کے عمل کا اثر انہی کی ذات تک محدود رہتا ہے اس میں اپنے جاہلی طریقوں پر چلتے رہیں مگر وہ انہیں یہ حق دینے کو تیار نہ تھے اور نہ فطرۃً دے سکتے تھے کہ اقتدار کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں رہیں اور وہ انسانی زندگی کے معاملات کو طاقت کے زور سے جاہلیت کے قوانین پر چلائیں اسی وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔‘‘

کتنا بڑا بہتان انبیاء علیہم السلام پر لگایا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو جاہلی اعتقادات پر قائم رہنے کا حق تو دینے کو تیار تھے مگر اقتدار کی کنجیاں دینے کو تیار نہ تھے۔ گویا ان کا مقصودِ اصلی تبلیغ توحید پرستی نہیں

بلکہ حصولِ اقتدار تھا۔حالانکہ کبھی کسی نبی نے نہ سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اور نہ سیاسی اقتدار ہی حاصل کرنا چاہا۔ان کا مقصدِ حقیقی بنی نوع انسان کو ایک خدا کی بارگاہ کا درس دینا تھا،ان کا منشا تو قلوبِ انسانی کو دولتِ ایمان سے مالا مال فرمادینا تھا،وہ تو انسانی زندگی کے لئے ایک ٹھوس اور مکمل نظام لے کر آئے تھے،ان کا اصل مطلب تو اشرف المخلوقات کو اللہ وحدہٗ لاشریک کے دربار میں سربسجود کردینا تھا،پھر بھلا وہ اقتدار کی طرف نظر اُٹھا کر کس طرح دیکھتے،یہ اور بات تھی کہ بعض انبیاء کرام تختِ شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بھی اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اہلِ اقتدار کے منشاء اور رعایا کی پسندیدگی سے اور اگر کہیں جنگ آزمائی بھی کرنی پڑی تو وہ بھی صرف اللہ کے واسطے نہ کہ سیاسی اقتدار یا انقلاب کے لئے ۔لیکن مودودی صاحب کی فہم کا کیا کہنا کہ وہ انبیاء کے مشن کو سیاسی انقلاب اور اقتدار کی کنجیاں حاصل کرنے تک محدود کر بیٹھے ۔گویا نبی ایک سیاسی نیتا یا انقلابی لیڈر ہوتا ہے جو انقلاب لانے اور اقتدار جمانے کی غرض اس دنیا میں وارد ہوتا ہے۔

معاذ اللہ! نبوت دنیا کی طمع سے ہمیشہ پاک رہی ہے، دنیا نے خود ہی اس کے قدموں پر سر جھکایا ہے، مگر مودودی صاحب کو بعض پیغمبر تختِ شاہی پر حکمراں نظر آئے تو وہ پیغمبری کو حصولِ اقتدار کا ذریعہ ہی سمجھ بیٹھے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اب ذرا ''تفہیمات''، مکتبہ جماعتِ اسلامی پٹھان کوٹ ۱۹۴۷ء صفحہ ۲۲۱ پر نظر ڈالئے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھتے ہیں: ''پھر اسی اسرائیلی چرواہے کو دیکھئے جس سے وادیٔ مقدس طویٰ میں بلا کر باتیں کی گئیں، وہ بھی عام چرواہوں کی طرح نہ تھا۔''

اللہ اکبر! کس قدر شدید گستاخی کی گئی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی شان میں، رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسا عظیم المرتبت پیغمبر اور اتنے گرے ہوئے الفاظ شرم آنی چاہیے ۔کیا ''اسرائیلی چرواہا'' کہنے ہی میں مودودی صاحب نے کچھ اپنی شان سمجھی کیا وہ خود اپنی پوزیشن کو بھول گئے کیا اپنی حیثیت انہیں یاد نہ رہی جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو

''اسرائیلی چرواہا'' لکھ مارا، ان کو یہ ہوش نہ رہا کہ وہ ایک نبی کے مقابلہ میں خود کیا ہیں۔'' ۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

آج کل کی دنیا میں تو آپ چمار کو چمار اور بھنگی کو بھنگی بھی نہیں کہہ سکتے۔ لیکن مودودی صاحب ہیں کہ بڑے سے بڑے پیغمبر کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے نہیں جھجھکتے۔ افسوس! صد افسوس! یہ کیسا اسلام ہے؟

یہی نہیں بلکہ سیدِ عالم فخرِ بنی آدم ﷺ کی شانِ اقدس کو بھی نہ چھوڑا اور لکھا کہ: ''۔۔۔اس نے، اس ان پڑھ صحرا نشین نے حکمت اور دانائی کی وہ باتیں کہنی شروع کیں۔'' دیکھئے ''تفہیمات'' صفحہ ۲۰۸ / مکتبہ جماعتِ اسلامی پٹھان کوٹ ۱۹۴۰ء

اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۰ / پر لکھا: ''صحرائے عرب کا یہ اَن پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس پہلے اس تاریک دور میں پیدا ہوا تھا در اصل دورِ جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے۔''

اس پر بھی صبر نہ آیا اور پھر صفحہ ۲۲۱ / پر لکھا: ''ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنے والے ان پڑھ بادیہ نشین کے اندر یکا یک اتنا علم، اتنی روشنی، اتنی طاقت، اتنے کمالات، اتنی زبردست تربیت یافتہ قوتیں پیدا ہو جانے کا کون سا ذریعہ تھا۔''

جس ذاتِ مقدس کے لئے خالق کونین عالم ہستی کو پیدا فرمائے، کائنات کے ذرہ ذرہ کو روشنی بخشے، عالمِ وجود کی ہر شئے کو مزیّن فرمائے اور بزمِ امکان کو بہترین ساز وسامان سے آراستہ کرے اس کے لئے مودودی صاحب کی یہ جرأت کہ نعوذ باللہ! ''ان پڑھ صحرا نشین، صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین، ایک گلہ بانی اور سوداگری کرنے والا، بادیہ نشین'' جیسے بیہودہ اور گندے الفاظ اپنی کتابوں میں مکرر، سہ کرر تحریر کریں اور پھر بھی اسلام کا دم بھریں، کلیجہ نہ پھٹ گیا، ہاتھ نہ ٹوٹ پڑے، مدنی آقا ﷺ کی شان میں یہ الفاظ لکھتے وقت۔ کیا ایک مومن کی زبان ان الفاظ کی تاب لاسکتی ہے؟ کیا ایک مسلمان کا علم ان الفاظ کا متحمّل ہوسکتا ہے؟ کیا اسلام اسی کا نام ہے؟ کیا مومن کی یہی تعریف ہے؟ نہیں ہرگز نہیں، ایک مومن کا دل فطرتاً ہر ایسے شخص، پر نفرین کرے گا۔

اچھا! تو میں پوچھتا ہوں کہ دو عالم کے سردار محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انہیں الفاظ سے یاد کرنا ضروری تھا۔ خداوندِ قدوس تو قرآنِ پاک میں "یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر" کے پیارے پیارے الفاظ سے یاد فرمائے اور مودودی صاحب کا یہ عالم کہ جس خدا کی بندگی کا دم بھریں اسی خدا کے محبوب کی شان میں اس قدر گرے ہوئے الفاظ استعمال کریں۔ آہ! آہ! مسلمان تیری غیرت و حمیّت کو کیا ہوا؟ افسوس! صد افسوس! کہ پھر بھی تو ان دشمنانِ رسول کی آغوش کو زینت بخشے۔

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھٹانے کی کوشش میں بانیٔ مودودیت نے اپنی کتاب تحریکِ اسلامی کی اخلاقی بنیادیں مکتبہ جماعتِ اسلامی، ہند، رامپور صفحہ ۱۷، ۲۰ پر لکھا: "نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدّت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصہ نے محسوس کر لئے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا۔ جس کے اندر کیریکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی، اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمّت، ضعیف الارادہ اور ناقابلِ اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے۔"

توہینِ رسول کی انتہا کر دی، کمالاتِ نبویہ کا خاتمہ ہی کر ڈالا، معجزاتِ رسالت پر پانی ہی پھیر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامیابی کو عرب کے جاہل عوام کا مرہونِ منّت ٹھہرایا۔ معاذ اللہ! تاریخ شاہد ہے اور زمانہ جانتا ہے کہ حضور کی بعثت کے وقت عرب کے باشندے جاہلیت کی انتہائی منزلوں میں گامزن تھے، ان کا کیریکٹر، ان کا رہن سہن، ان کی گفتار، ان کی روزمرّہ زندگی، بے شرمی، بیہودگی اور گندگی سے سراسر لبریز تھی، ان کے دماغوں میں فتنہ وفساد کی اسپرٹ بدرجۂ اتم موجود تھی، ان کا ماحول انتہائی گھناؤنا ماحول تھا، دنیا کی بدترین رسوم ان کے یہاں رائج تھیں۔ ایسے ناسازگار ماحول میں ہادیٔ مکرّم رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرزمین مکّہ پر ولادت فرمائی، پلے بڑھے اور جوان ہوئے اور اظہارِ نبوت فرمایا۔ عرب کے ان درندہ صفت انسانوں کو جس سے دنیا کی

ہر قوم نفرت کرتی تھی، جن کے عادات واطوار وحشی جانوروں سے بھی بدتر تھے، جن کو انسان کہنا بھی مشکل تھا، (انہیں) اخوت ومساوات اور تہذیب وتمدّن، اخلاق ومعاشرت کا وہ زریں سبق پڑھایا جس کا ہم ہی نہیں بلکہ غیر اقوام بھی آج لوہا مان رہی ہیں، عرب کی کایا پلٹ دی، درندوں کو انسان بنادیا، بدترین کو بہترین کردیا، وہ عرب جن کو دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اب ان کے نام سے بڑے بڑے شہنشاہ بھی لرزنے لگے۔ یہ سب کچھ حضور کا کمالِ نبوت تھا یا عرب کے بہترین انسانی مواد کا نتیجہ؟

ذرا غور فرمائیے مودودی صاحب ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ کمالات ومعجزات پر پردہ ڈال کر کامیابی کا سہرا عربوں کے سر باندھ رہے ہیں: ''کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے'' اس جملہ نے بالکل صاف واضح کردیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی طاقت اور اختیار نہ تھا، شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھٹانے کے لئے مودودی صاحب نے اپنی دانست میں بہت بڑی چال یہ چلی ہے لیکن حقیقت پر پردہ ڈالنا یا سورج پر خاک اُڑانا لا حاصل ہی ہوتا ہے۔ چالبازیوں سے کچھ سادہ لوح دامِ فریب میں پھنس تو سکتے ہیں لیکن حق کا بال بیکا نہیں ہوتا ہے۔

اب ذرا ''تفہیمات'' کا صفحہ ۲۴۵ / اور دیکھ ڈالئے لکھتے ہیں: ''اور کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بناء پر جب کبھی آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوتی ہے۔''

کور باطنی دیکھئے کہ رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر بھی لغزشیں نظر آرہی ہیں اور خامیاں دکھائی دے رہی ہیں، چھوٹا منہ بڑی بات۔ لیکن خود مودودی صاحب کا یہ حال ہے کہ جب کبھی ان کے سامنے ان کی کوئی غلطی پیش کرتا ہے تو بپھر جاتے ہیں، غلطی کو غلطی تسلیم نہیں کرتے اور برہم ہوکر فوراً جواب دیتے ہیں۔

اِدھر تو یہ عالم ہے اور اُدھر مخبرِ صادق رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر غلطیاں نکالی جائیں اور پھر اگر کوئی اس پر اعتراض کرے تو اُلٹا اس پر مودودی صاحب عتاب فرمائیں، میں کہتا ہوں کہ مودودی صاحب کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں میں ڈالنے والے بدرستیٔ ہوش حواس ان گمراہ کن عبارتوں پر غور کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ وہ کس غلط فہمی کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

مودودی نظریہ اور قرآنِ کریم:

"تفہیمات" حصہ اول صفحہ ۳۱۳ رمیں کلام الٰہی کے متعلق مودودی صاحب اپنا نظریہ یوں پیش فرماتے ہیں کہ: "قرآن کریم نجات کے لئے نہیں بلکہ ہدایت کے لئے کافی ہے۔"

بڑی عجیب بات یہ مودودی صاحب فرمارہے ہیں۔ حالانکہ ہر ذی علم جانتا ہے کہ ہدایت اور نجات لازم وملزوم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جہاں ہدایت ہوگی وہاں نجات بھی، جو چیز ہدایت بن کر آئے گی وہی نجات کا وسیلہ بھی ہوگی لیکن مودودی صاحب کی فہم وخرد کا کیا کہنا کہ ان کو قرآنِ کریم میں ہدایت تو نظر آئی مگر نجات سے محروم ہی رہے ہدایت پا کر بھی جو نجات سے محروم رہے اس کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانا۔ برا ہو اس تعصب کا کہ تمیز نیک وبد بھی جاتی رہے۔

ملائکہ معصومین اور مودودی نظریہ:

دیکھئے "تجدید احیائے دین" صفحہ ۱۷ ر پر لکھتے ہیں: "انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد وقہار کی خدائی کے قائل ہوگئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہوگئیں مگر انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین مجازیب، اقطاب، ابدال علماء، مشائخ اور ظل اللّٰھوں کی خدائی پر پھر کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی، جاہل دماغوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنالیا، جن کی ساری زندگیاں بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھیں ایک طرف مشرکانہ پوجاپاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارات، نیاز، عرس، صندل، چڑھاوے، نشان، علَم، تعزیے اور اسی قسم کے دوسرے اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کرلی گئی، دوسری طرف بغیر ثبوتِ علمی کے ان بزرگوں کی ولادت ووفات وظہور وغیاب، کرامات وخوارق، اختیارات وتصرّفات اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے قرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔"

مودودی صاحب خدا کو چالباز ٹھہرائیں، انبیاء علیہم السلام کی بڑی سے بڑی توہین کریں، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحرائے عرب کا ان پڑھ بادیہ نشین لکھیں، قرآن کریم کو نجات کا ذریعہ نہ سمجھیں، فرشتوں کو دیوی

دیوتا جیسا جانیں، اولیاء اللہ پر ہر قسم کے الزامات لگائیں مگر ان کی میتھا لوجی بت پرست مشرکین کی میتھا لوجی سے قطعاً لگّا نہ کھائے اور اگر کوئی اللہ کا حق پسند بندہ بزرگانِ دین کی کرامات وخوارق۔اختیارات و تصرّفات اور کیفیاتِ قربِ حق تعالیٰ اپنی زبان سے بیان کردے تو مودودی صاحب کا پارہ اتنا چڑھ جائے کہ اس کی تصنیف کو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے لگّا کھاتی ہوئی بتائیں اور نئی شریعت کے نام سے موسوم کریں۔یہ واقعی بڑے حق پسندانہ خیالات ونظریات ہیں مودودی صاحب کا کیا کہنا ہے اس دانش مندی کا کہ اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آرہا ہے مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا ٹٹول رہے ہیں۔

میں کہتا ہوں، آخر چڑ کیا ہے مودودی صاحب کو اولیائے کرام سے؟ اگر ہم ان کی کرامات خوارق،ظہور وغیاب کے قائل ہوتے ہیں تو قصرِ مودودیت متزلزل کیوں ہوتا ہے؟ اگر ہم ان کے تصرّفات بیان کرتے ہیں تو دنیائے مودودیت برہم کیوں نظر آتی ہے؟ اگر ہم نیاز اور عرس کرتے ہیں تو مودودی صاحب کا کیا بگڑتا ہے؟ ہم آپ سے تو کچھ نہیں منواتے، ہم آپ پر جھوٹے بہتان تو نہیں لگاتے، ہم آپ کے مبلغین کی توہین تو نہیں کرتے، ہم آپ کے اجتماعات میں شرکت کرنے تو نہیں جاتے، پھر آپ کون ہوتے ہیں ہمارے انبیائے کرام اور اولیائے اُمت کی تحقیر کرنے والے۔ہم نے جہاں کہیں بھی آپ کو کچھ لکھا ہے تو جواباً ہی لکھا ہے،پہل ہم نے نہیں کی ہے پہل آپ ہی کی طرف سے ہوئی ہے،تو ہم کیا جواب دینے کا حق بھی نہیں رکھتے؟ اگر آپ ہم سے متفق نہیں تو گھر بیٹھئے لیکن ہم آپ کو اس بات کی اجازت ہرگز نہ دیں گے کہ آپ ہمارے سیدھے سادھے بھائیوں کو بہکاتے پھریں۔اگر آپ کو تبلیغ ہی کرنی ہے تو عیسائیوں، پارسیوں اور آریوں میں جا کر کیجئے، چھوڑیئے ہم کو ہمارے حال پر، ہم اپنے اولیائے کرام کو مانتے ہیں، آپ نہ مانئے مگر توہین ہم ہرگز گوارا نہ کریں گے،اور سیر کا سوا سیر جواب دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں گے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ توہین کا دروازہ بند کردیجئے ورنہ آپ کی تبلیغ کا بھانڈا پھوٹ جائے گا اور دنیا دیکھ لے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

اب پھر دیکھئے ’’تجدید احیائے دین‘‘ صفحہ ۱۳۳؍لکھتے ہیں: ’’بیعت کا معاملہ پیش آنے کے

بعد کچھ دیر نہیں لگتی کہ مریدوں میں وہ ذہنیت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے جو مریدی کے ساتھ مختص ہو چکی ہے یعنی ''بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید'' والی ذہنیت جس کے بعد پیر صاحب اور ارباب من دون اللہ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا، فکر و نظر مفلوج، قوتِ تنقید ماؤف، علم وعقل کا استعمال موقوف اور دل و دماغ پر بندگیٔ شیخ کا ایسا مکمل تسلّط کہ گویا شیخ ان کا رب ہے اور یہ اس کے مربوب۔''

دیکھا آپ نے پیر کو رب بنا دیا اور مرید کو مربوب حالانکہ نہ پیر مرید کو مربوب ہی سمجھتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد مرید پر پیر کی اطاعت لازم آتی ہے لہٰذا مرید اس کی ہر بات پر عمل کرنا لازم سمجھتا ہے۔ اس اطاعتِ شیخ کو مودودی صاحب بندگیٔ رب سے تعبیر فرما رہے ہیں، یہ ان کی عقل و دانش کا قصور ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی جاہل سے جاہل مرید بھی اپنے پیر کو خدا نہیں جانتا ہے اور مودودی صاحب کو شاید یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ پیر اسی کو بنایا جاتا ہے جو احکام شریعت پر پورا اترے اور اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا صحیح مصداق ہو۔

اب ذرا دیکھئے ''تجدید احیائے دین'' کا صفحہ ۱۳۵ ر دیکھتے چلئے، لکھتے ہیں کہ: ''اب جس کسی کو تجدید دین کیلئے کوئی کام کرنا ہو اس کیلئے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان و اصطلاحات سے، رموز و اشارات سے، لباس و اطوار سے، پیری مریدی سے اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابطیس کے مریض کو شکر سے کرایا جاتا ہے۔''

اس عبارت میں بھی وہی اولیاء اللہ سے مسلمانوں کو دور رکھنے کی سختی کے ساتھ تاکید کی گئی ہے اور وہی پیری مریدی کا رونا رویا گیا ہے۔ یہاں تک کہ بزرگانِ دین کے طریقہ کو یاد دلانے والی چیزوں سے ہی پرہیز کرانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان کسی بزرگ کی بیعت کر لیتا ہے اور اسکو اسلام پر سچا عامل جان کر اس کی پیروی اختیار کرتا ہے تو اس میں مودودی صاحب کا آخر کیا نقصان ہے؟ ان کی مودودیت میں کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ پیری مریدی کا سلسلہ آج کا تو نہیں، سلف سے یونہی چلا آ رہا ہے بڑی بڑی جلیل القدر ہستیاں اس کو اختیار کرتی چلی آئی ہیں۔ پھر وہ کون سی نص ہے جس سے مودودی صاحب بیک جنبش قلم سلسلۂ بیعت ہی

کو فسخ فرمائے دے رہے ہیں؟ کیا یہ اسلام دشمنی اور اولیاء اللہ کی مخالفت نہیں؟ اچھا فرض کیجئے کسی جاہل نے پیر بن کر اپنے مریدوں کو گمراہ کر بھی ڈالا تو اس میں پیری مریدی کی کون سی خطا ثابت ہوئی؟ نفسِ بیعت کا کون سا قصور پایا گیا؟ مثلاً! آج عالم کے روپ میں مودودی صاحب مسلمانوں میں اپنا نیا مذہب دھارن کر رہے ہیں تو کیا اب عالم ہونا ہی جرم قرار دے دیا جائے؟ متصوفین کا درجہ اسلام کے اندر بڑی اہمیت رکھتا ہے اور قصرِ اسلامی کا ایک مضبوط و مستحکم ستون سمجھا جاتا ہے، مگر مودودی ہیں کہ اس ستون کو ڈھانے کی انتھک کوشش فرما رہے ہیں۔ غضب تو دیکھئے کہ ہمارے اپنوں کو ہم سے جدا کرنے کے لئے ایک پوری پوری تحریک وجود میں لائی گئی ہے۔ اخبارات شائع ہو رہے ہیں، اجتماعات منعقد کئے جا رہے ہیں، پوری مشینری حرکت کر رہی ہے صرف اس لئے کے مسلمان اپنے بزرگانِ دین کا دامن چھوڑ بیٹھے، اپنی عظیم الشان سابقہ روایات کو بھول جائے اور اسلامِ قدیم کو چھوڑ کر مودودی صاحب کے جدید مذہب کو اپنا لے، کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ جب تک مسلمان اپنے اولیائے کرام کا دامن نہ چھوڑے گا ہر گز کسی کے دامِ فریب میں نہ آئے گا۔ لہٰذا اب ان عبارات کو پڑھئے اور ان کے معانی و مطالب پر غور کیجئے اور حق و باطل کا فیصلہ کیجئے۔

مجددین اسلام اور مودودی نظریات:

مجددین پر مودودی صاحب نے خاص نظرِ عنایت فرمائی ہے اور ان پر بالتفصیل تنقید کی ہے چنانچہ اپنی کتاب ”تجدید احیائے دین“ کے صفحہ ۵۱ / پر بہ عنوان ”مجددِ کامل کا مقام“ لکھتے ہیں: ”تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔“

پھر اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں: ”مجددِ کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے مگر عقل چاہتی ہے، فطرت مطالبہ کرتی ہے اور دنیا کے حالات کی رفتار مقتضی ہے کہ ایسا لیڈر پیدا ہو خواہ اس دور میں پیدا ہو یا زمانے کی ہزار گردشوں کے بعد پیدا ہو اسی کا نام الامام المہدی ہوگا۔“

اور لیجئے مودودی صاحب کے نزدیک مجددِ کامل اب تک کوئی ہوا ہی نہیں اور جتنے مجدد اب تک ہوئے ہیں وہ سب کے سب ناقص یا جزوی یعنی ۱/۲، ۱/۳، ۱/۴ مجدد ہوئے کامل کوئی نہ ہوا،

حالانکہ بعض مجددوں نے اپنے مجدد ہونے کا خود اعلان بھی کیا ہے۔جن میں شاہ ولی اللہ صاحب اور مجدد سرہندی علیہما الرحمۃ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، چنانچہ ان دونوں بزرگوں کے متعلق بھی مودودی صاحب نے ”تجدید احیائے دین“ میں صفحہ ۱۶۱ / پر کسی معترض کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”اس لئے خواہ کوئی کچھ کہا کرے میں تو یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ان دونوں بزرگوں کا اپنے مجدد ہونے کی خود تصریح کرنا اور بار بار کشف والہام کے حوالے سے اپنی باتوں کو پیش کرنا ان کے چند غلط کاموں میں سے ایک ہے۔ان کی یہی غلطیاں ہیں جنہوں نے بعد کے بہت سے کم ظرفوں کو طرح طرح کے دعوے کرنے اور امت میں نت نئے فتنے اٹھانے کی جرأت دلائی۔“

غور کیجئے !ان دونوں مجددین پر مودودی صاحب نے ان کے دعوائے مجددیت کو غلط ثابت کر کے کتنا بڑا زبردست الزام لگایا ہے اور ان کے کشوف والہامات کے حوالوں کو امت کے اندر نت نئے فتنے اٹھانے کا موجب قرار دیا اور یہی نہیں بلکہ ان کے دعوائے مجددیت کے ساتھ ان کے چند اور غلط کام بھی چھانٹ لئے جن کو ظاہر نہیں کیا اس پر بھی صبر نہ آیا اور پھر لکھا کہ: ”پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک تجدیدی کام میں کھٹکی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور نادانستہ ان کو پھر وہی غذا دے دی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔“

یعنی وہی متصوفین والے رموزواشارات،لباس واطوار اور پیری مریدی کو مسلمانوں میں باقی رہنے دیا جس سے مودودی صاحب کو دلی نفرت ہے اور جس کو وہ سرے سے مٹادینا چاہتے ہیں، اس لئے ان کو کوئی مجدد کامل نظر نہیں آیا کیوں کہ ان کے نزدیک تو کامل مجدد وہی ہے جو اولیاء اللہ کے راستے سے مسلمانوں کو ہٹا کر مودودی صاحب کے جدید اسلام پر لگائے اور ہر اس چیز سے ان کو پرہیز کرائے جس سے اولیائے کرام کی یاد تازہ ہوتی ہو۔اللہ اکبر!کس قدر بیر ہے مودودی صاحب کو اولیائے کرام اور مجددین امت سے۔یہ ہیں مودودی نظریات اور فیصلہ کیجئے۔

امام مہدی اور مودودی نظریہ:

اس موضوع پر ایک مکمل مضمون سپردِ قلم کر چکا ہوں قارئین ''نوری کرن'' کی نظر سے گزرا ہوگا لیکن جب بات آہی پڑی تو کچھ کہنا ہی ہوگا۔لہٰذا دیکھئے تجدید احیائے دین صفحہ ۵۵ ر کی یہ عبارت کہ:

''میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا، اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا پھر بھی مجھے یہ امید نہیں کہ اپنی جسمانی ساخت میں وہ عام انسانوں سے بہت کچھ مختلف ہوگا کہ اس کی علامتوں سے اس کو تاڑ لیا جائے، نہ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرے گا بلکہ شاید خود بھی اسے اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہو گی اس کی موت کے وقت اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا وہ خلافت کو منہاج النبوۃ پر قائم کرنے والا۔''

دیکھا آپ نے کوئی بات بھی مودودی صاحب کے قلم سے امام مہدی کے متعلق صحیح نکلی ہے؟ کوئی لفظ بھی قرآن پاک اور احادیثِ نبوی کے مطابق ادا ہوا ہے؟ سوائے اندازے اور قیاس کے۔مودودی صاحب نے کچھ اور بھی کہا ہے آخر یہ اپنا انداز کلامِ الٰہی اور احادیث کے برخلاف پیش کرنے کا مودودی صاحب کو کیا حق ہے؟ کیا ان کی یہ عبارات دین کے اندر تحریف نہیں؟ کیا اس جملہ سے کہ ''آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔امام مہدی علیہ السلام کی توہین نہیں ہوتی، کیا مودودی صاحب کو یہ ہوش نہ رہا کہ کجا جدید ترین طرز کا لیڈر اور پھر تماشا یہ کہ ان کو اپنے مہدی موعود ہونے کی بھی خبر نہ ہوگی، سبحان اللہ کیا فلسفہ بیان کیا ہے۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اتنی عقل نہ آئی کہ جب اپنے منصب ہی سے امام مہدی بے خبر ہوں گے تو پھر اپنے فرائض منصبی کیوں کر ادا کر سکیں گے۔موٹی سی مثال ہے کہ ایک شخص کو آپ کلکٹر کا عہدہ دیں مگر اس کو یہ خبر نہ کریں کہ تم شہر کے کلکٹر ہو، کیا وہ شہر کے انتظامات کر سکے گا؟ کیا وہ رعایا کی پورے طور پر رکھوالی کر پائے گا؟ اور کیا رعایا یہ سمجھ پائے گی کہ یہ ہمارا حاکم ہے؟ اور جب رعایا ہی نہیں سمجھ پائے گی تو وہ

اس کے احکام کی پابندی ہی کب کرے گی؟ نتیجہ یہ کہ سارے شہر کا نظام درہم برہم ہوجائے گا، اور اگر اس کے مرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہی کلکٹر تھا ہمارے شہر کا، تو آپ جانتے ہیں کیا ہوگا، رعایا الٹا حکومت ہی کو بے وقوف ٹھہرائے گی۔ یہ ہیں مودودی نظریات امام مہدی کے بارے میں۔ دیکھئے پورا مضمون بعنوان الامام المہدی "تجدید واحیائے دین" صفحہ ۵۴، ۵۵/ اور فیصلہ کیجئے۔

حضرت معاویہ کے متعلق مودودی نظریہ:

سب سے پہلے "تجدید واحیائے دین" صفحہ ۳۶/ پر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا کہ: "اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کارِ عظیم کا بار رکھا گیا تھا، ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے پیش رووں میں تھیں۔"

خصوصیات کو پردہ میں رکھ کر مودودی صاحب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے صحابیٔ رسول کی شدید توہین کی ہے۔ ان خصوصیات کو واضح کرنا چاہیئے تھا جن سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محروم تھے ورنہ تخصیص کے بغیر معاملہ صاف ہی نہیں ہوتا اور خلیفۂ سوم کی ذات مودودی صاحب کے حملہ سے بری نہیں ہوتی، اس تمام عبارت کو اس جملہ پر لاکر ختم کیا کہ: "اور اسی طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہوگئی۔"

یہ چھینٹا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت پر پھینکا گیا ہے۔ ان کی حکومت کو جاہلی حکومت قرار دے کر نہ صرف ان کی بلکہ ان کے مشیرانِ حکومت کی جن میں جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے اور اس دور کی مسلم رعایا سب کی توہین کی گئی ہے۔ یہ نظریہ مودودی صاحب نے شاید اہلِ تشیع سے مستعار لیا ہے! فرق صرف اتنا ہے کہ وہ خلیفۂ اوّل سے لے کر سوائے حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے سب کو غاصب اور جاہل وگمراہ قرار دیتے ہیں، اور مودودی صاحب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر معترض ہوکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو جاہلی اور غیر اسلامی حکومت سے تعبیر فرماتے ہیں۔ کوئی مومن تو صحابیٔ رسول کے متعلق ایسی بات زبان پر نہیں لاسکتا ہے۔ یہ مودودی صاحب ہی کا ظرف ہے جو وہ اہلِ تشیع کے دوش بدوش صحابۂ کرام پر چھینٹے پھینکے اور ان کو جاہل وگمراہ ٹھہراتے نظر آرہے ہیں۔

ثبوت کے لئے مزید اور ایک عبارت پیش کرتا ہوں سنئے تجدید و احیائے دین صفحہ ۳۷ ر پر فرماتے ہیں: ’’سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جاہلیت بے نقاب ہو کر سامنے نہ آتی تھی بلکہ مسلمان بن کر آتی تھی، کھلے دہریے یا مشرکین و کفار سامنے ہوتے تو شاید مقابلہ آسان ہوتا مگر وہاں تو آگے آگے توحید کا اقرار، رسالت کا اقرار، صوم وصلوٰۃ پر عمل قرآن وحدیث سے استشہاد تھا، اور اس کے پیچھے جاہلیت اپنا کام کر رہی تھی۔‘‘

’’کھلے دہریے یا مشرکین و کفار سامنے ہوتے‘‘ یہ الفاظ صاف طور پر واضح کر رہے ہیں کہ اس وقت کے مسلمان چھپے ہوئے دہریے اور مشرکین و کفار تھے، جو بظاہر اقرارِ توحید و رسالت کرتے تھے، صوم وصلوٰۃ پر عامل تھے، قرآن وحدیث کو مانتے تھے یا پھر بالفاظِ دیگر یوں سمجھئے کہ منافق تھے، کمال دیکھئے کہ اسلام کے اصل اصولوں پر عامل مانتے ہوئے بھی مودودی صاحب ان کو کفار و مشرکین اور چھپے ہوئے دہریے کہہ رہے ہیں، تو پھر سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ مودودی صاحب کو الہام یا کشف ہوا ہے جو تیرہ سو سال پہلے کے توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے اور صوم وصلوٰۃ پر عامل قرآن وحدیث کے ماننے والے مسلمانوں کو گمراہ اور جاہل قرار دے رہے ہیں۔ یہ ہے مودودی نظریہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ان کی رعایا کے بارے میں معاذ اللہ۔

کتب احادیث وتفاسیر کے متعلق مودودی نظریات:

اس کے لئے دیکھئے ’’تنقیحات‘‘ صفحہ ۱۱۴ ر فرماتے ہیں: ’’قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔‘‘

نہ معلوم مودودی صاحب کو تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے کیوں چڑ پیدا ہوئی جو ان کو ترک کر دینے کی زبردست تاکید فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام کی طرح یہ بھی انھیں بری طرح کھٹک رہی ہیں کیونکہ جب تک قدیم اسلامی لٹریچر دنیا کے اندر موجود رہے گا مودودی صاحب کا لٹریچر ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ کسی قوم کی زندگی اور بقاء کا باعث اس کا لٹریچر ہوا کرتا ہے۔ اگر قوم کو مٹانا ہو تو اس کے لٹریچر کو دریابرد کر دو، وہ قوم خود ہی مٹ جائے گی۔ بعینہٖ

مودودی صاحب کا منشاء بھی یہی ہے۔

چنانچہ اسی ''تنقیحات'' کے صفحہ ۱۹۵ پر یوں رقم طراز ہیں کہ: ''اصولِ فقہ، احکامِ فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصولِ عمران اور حکمتِ قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ قدیم کتابیں اب درس وتدریس کے لئے کارآمد نہیں۔''

گویا سارے کے سارے قدیم اسلامی لٹریچر کو مٹا کر جدید طرز کے مودودی صاحب کے تحریر کردہ لٹریچر کو مسلمانوں میں جاری اور ساری کیا جائے تاکہ اسلامِ قدیم مٹ جائے اور مودودی صاحب کا جدید اسلام دنیا میں پھیل جائے۔ اسی لئے قدیم اسلامی لٹریچر سے اور بزرگانِ دین کے اطوار وارشادات سے دور رکھنے کی مودودی صاحب ہر جگہ سختی سے تاکید فرما رہے ہیں۔

اسی ''تنقیحات'' میں صفحہ ۱۹۳ پر ایک اور تیر چلاتے ہیں کہ: ''قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہو اور طرزِ جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔''

بطرزِ جدید مودودی صاحب کے دماغ میں کچھ ایسا گھسا ہے کہ نکالے نکلتا ہی نہیں۔ واقعی زمانہ بھی آج کل پروفیسروں کا ہی ہے یہ پرانے ملّا مولوی تو پرانے اسلام کی باتیں کرتے ہیں۔ آیئے کسی پروفیسر سے قرآنِ کریم کی کسی آیت کا مطلب طرزِ جدید پر پوچھیں شاید طرزِ جدید کے ماتحت کہیں روزہ، نماز سے چھوٹ جانے والی بات نکل آئے اور پروفیسر صاحب اس پانچ وقت کی پابندی اور مہینہ بھر کی مصیبت سے چھٹکارا دلادیں۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں بلکہ ایسا ہوسکتا ہے اور ہوا ہے کہ جدید طرز کے بعض لیڈروں نے جن کا میں نام نہیں لینا چاہتا تفسیریں لکھیں اور بہک گئے، آیات کے مطالب ومعانی غلط بیان کر گئے، حالانکہ وہ ایک پروفیسر سے زیادہ قابلیت کے مالک تھے تو مودودی صاحب کا اعلیٰ درجہ کا پروفیسر بے چارہ کس شمار میں رہا۔ یہ ہے مودودی نظریہ تفاسیر کے بارے میں توبہ توبہ بس نہیں چلتا ورنہ شاید مودودی صاحب قرآن کو بھی طرزِ جدید پر تشکیل دینے کا اعلان فرمادیتے کیونکہ اس کی ترتیب بھی پرانی ہے۔ معاذ اللہ۔

اب مودودی صاحب کا ایک بنیادی عقیدہ اور سنئے اپنی کتاب ''بنیادی عقیدہ'' میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں: ''رسولِ خدا کے سوا کسی کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالا تر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیارِ کامل سے جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے۔''

جانچنے اور پرکھنے کی مودودی صاحب نے ایک ہی کہی۔ نہ معلوم یہ پرکھنے اور جانچنے کا حق مودودی صاحب کو کہاں سے مل گیا ہے۔ جو وہ ائمہ، اولیاء، مجتہدین، محدثین اور مجددین سب کے کاموں کو پرکھ رہے ہیں گویا اتنے بڑے قابل و فاضل ہیں کہ ہر ایک کے کام کو جانچنے کی اہلیت ان کے اندر موجود ہے۔ خواہ وہ ولیٔ کامل ہو یا مجددِ وقت، یا صحابیٔ رسول اور پھر یہی نہیں بلکہ عام اجازت بھی دے رہے ہیں کہ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے۔ خود عیب جوئی فرماتے فرماتے اب عوام کو بھی کھلی چھوٹ دے رہے ہیں کہ تم بھی ہر ایک کے کام کو جانچو اور پرکھو، خواہ وہ کسی درجہ کا انسان ہو۔ ''تنقید سے بالا تر نہ جانے۔'' کا مفہوم صاف ظاہر کر رہا ہے کہ ہر شخص کے عیب ڈھونڈو۔ محل استعمال سے پتہ چل رہا ہے کہ مودودی صاحب بڑے سے بڑے ولی، بڑے سے بڑے مجدد، بڑے سے بڑے صحابی کو بھی ہدف بنانے کا نظریہ رکھتے ہیں۔

اچھا اب ایک اور رخ ملاحظہ فرمائیے! بقول مودودی صاحب ''رسولِ خدا کے سوا کسی کو تنقید سے بالا تر نہ سمجھے۔'' خواہ وہ کتنی ہی عظیم شخصیت ہو اس طرح مودودی صاحب بھی اس نظریہ کے مطابق تنقید سے بالا تر نہ ہوئے! لیکن تعجب ہے کہ مودودی صاحب کے کاموں کو آج تک کسی نے نہ پرکھا، ان پر کسی مودودی کا تنقیدی قلم آج تک نہ اٹھا، ان کے عیوب و نقائص اور کمزوریاں ڈھونڈنے کی آج تک کسی مودودی کو ہمت نہ ہوئی۔

میں کہتا ہوں کیا یہ ذہنی غلامی نہیں ہے ورنہ چاہیے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب کو تنقید سے بالا تر نہ جانتے ہوئے ہر مودودی ان پر تنقیدی مضامین لکھتا اور اس طرح اپنے اس عقیدے کو عملی جامہ پہناتا، کیونکہ مودودی صاحب کی دنیا تو عملی دنیا ہے اس میں بے عملی کیسی اور پھر اگر ہم مودودی

صاحب پر تنقید کرتے ہیں اوران کو جانچتے اور پرکھتے ہیں تو کیا برا کرتے ہیں ان کے اس عقیدے کے مطابق ہی تو عمل کرتے ہیں، اس میں برا ماننے کی بات ہی کون سی ہے

''چاہ کندہ راچاہ درپیش''

والا معاملہ اگر آجاتا ہے تو ہم اس کے ذمہ دار کب ہوتے ہیں؟ اب ایک اوررخ بھی اس تنقید والی بات کا دیکھئے! بقول مودودی صاحب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تنقید سے بالاتر ہیں بالکل درست ہے، مگر مودودی صاحب بھی اب تک تنقید سے بالاتر ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔آج تک ان کی جماعت کے کسی آدمی نے ان پر کوئی تنقید نہیں کی ہے، لہٰذا اپنی جماعت کے اندر ابھی تک وہ تنقید سے بالاتر ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ (نعوذ باللہ) حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مودودی صاحب میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں یعنی معاذ اللہ دونوں کی ذات اس حیثیت سے برابر ہے یا بالفاظِ دیگر مودودی لوگ مودودی صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے درجہ میں سمجھے ہوئے ہیں نعوذ باللہ۔

نقلِ کفر کفر نباشد

دیکھا آپ نے زبان سے نہیں مگر عملاً مودودی صاحب کو ان کے حوارین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ برابری کا درجہ دے ہی ڈال ورنہ کوئی مودودی تو تنقید لکھتا مودودی صاحب پر اور اگر اب تک ایسا نہیں ہوا تو اب بھی کیا گیا ہے۔ابو اللیث صاحب اصلاحی، عبدالحیٔ صاحب اصلاحی یا یوسف صاحب اصلاحی اپنا قلم اٹھائیں اور مودودی صاحب کے کام کو پرکھیں، جانچیں اور جو عیوب ونقائص حقیقتاً ان میں پائے جاتے ہیں ان کو بانگِ دہل بیان کرکے اپنے بنیادی عقیدے کو عملی جامہ پہنائیں، ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ مدنی آقا تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلہ میں مودودی صاحب کو اور اسلام کے مقابلے میں مودودی مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

آیئے! میدانِ عمل میں نکل کر اور اپنے قول وعمل سے ثابت کیجئے کہ آپ حق پر ہیں یہ کیا کہ چپکے چپکے تبلیغ ہو رہی ہے اور رفتہ رفتہ گمراہیت پھیلائی جارہی ہے حق تو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ لہٰذا آیئے اور جواب دیجئے ہماری تنقیدوں کا۔ یہ کیا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے صاحب؟

تاریخ پڑھ جائیے جہاں جہاں مبلغین نے تبلیغ فرمائی ہے وہاں موقع آجانے پر مناظرے بھی کئے ہیں اور مخالفین کو لاجواب بھی کیا ہے۔ جب تو اسلام پھیلا ہے، مگر یہ بے چارے مودودی تو جواب دینے ہی سے معذور رہیں۔ شاید سرمایۂ علمی کی کمی ہے غریبوں کے پاس، جو اپنی کہے جاتے ہیں اور دوسروں کی سنتے ہی نہیں۔

افسوس! صد افسوس! کہ صحابۂ کرام سے لے کر عام مسلمانوں تک سب کی گمراہی وضلالت، کفرو الحاد تو مودودی صاحب بڑی شدومد کے ساتھ ثابت فرمائیں مگر کسی مودودی کو یہ جرأت نہ ہو کہ ایک حرف بھی ان (مودودی صاحب کی) تحریروں کے متعلق کہے۔ یہ کہاں کی حق پسندی ہے؟ اور کیسا انصاف ہے؟

میں نے جو کچھ اس مضمون میں پیش کیا ہے وہ بہت ہی قلیل ہے ورنہ مودودی صاحب کا لٹریچر ان فروعات سے بھرا پڑا ہے۔ مودودی صاحب نے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ یہ جو کچھ بھی آپ کے سامنے ہے میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کے فیصلہ کرنے کیلئے کافی ہے۔ پڑھئے اور فیصلہ کیجئے اور خداوندِ قدوس کے دربار میں سچے دل سے دعا فرمائیے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ہر فتنہ وفساد سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین